

تکبر اور عجب

افادات امام ابو احمد محمد غزالیؒ

دل او اخلاق کے امراض میں تکبر اور عجب سب سے زیادہ مہلک ہیں۔ کبار میں سب سے بڑے گناہ 'اخلاق میں بدترین اخلاق' اور سب سے بڑے گناہوں اور برے اخلاق کا سرچشمہ۔ ابلیس نے اپنے کو اللہ کے مقابلے میں بڑا اپنی رائے کو اس کے حکم کے مقابلے میں زیادہ صحیح اور اپنی ذات کو آدم کے مقابلے میں برتر 'اُسْکَبَر' اور اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ' بس اسی کبر کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ملعون و مردود اور بایک و برباد ہو گیا۔ اللہ کی ہدایات کے مقابلے میں تکبر کرنے والے آسمان کے دروازوں اور جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے یہ اتنا ہی ناممکن ہے جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا (الاعراف ۷: ۴۰)۔ ارشاد فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے: جس کے دل میں رانی کے دانے کے برابر بھی کبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا (مسلم)۔ مزید فرمایا: تین چیزیں آدمی کو بالکل ہلاک کر دیتے والی ہیں: دل کی تنگی جس کے تقاضے وہ پورے کرنے خواہش نفس جس کے پیچھے وہ چلے اور اپنے نفس کو بڑی چیز سمجھتا (بیہقی، طبرانی)۔

کبر کے مقابلے میں تواضع ہے، جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند کرتا ہے، مسلم، حضرت عائشہؓ نے کہا: تم افضل عبادت سے غافل ہو! وہ تواضع ہے۔ منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی: جو میری عظمت کے آگے ہستی اختیار کرنے اور میرے بندوں پر بڑا نہ بنے اسی کی نماز میں قبول کرتا ہوں۔ فضیل بن عیاضؒ سے پوچھا گیا کہ تواضع کیا ہے فرمایا 'حق بات کے آگے جھک جانا' اگرچہ کسی جاہل یا لڑکے سے حضرت حسنؒ نے پوچھا 'تمہیں معلوم ہے کہ تواضع کیا ہے' پھر فرمایا: تواضع یہ ہے کہ جب آدمی گھڑت لٹکتے اور کوئی مسلمان راستے میں ملے تو اس کو سمجھے کہ یہ مجھ سے اچھا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؒ کے پاس ایک روز چند اہل قریش اپنے اوپر فخر کرنے گئے۔ فرمایا: میرا حال پوچھتے ہو تو یہ ہے

کہ ناپاک پانی سے پیدا ہوا ہوں اور آخر کار بدبودار مردار بن جاتا ہے۔ پس اگر میزبان میں چلے بھاری رہا تو اچھا ہوں اور اگر بلکار ہا تو برا ہوں۔

تکبر کا مرض بہت عام ہے۔ عام لوگوں اور دنیا داروں کا کیا ذکر، عالم، عابد و زاہد اور اہل صلوٰۃ و دعوت کے مدعی بھی کم ہی اس سے خالی ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کی حقیقت کو جاننا اس سے خبردار رہنا اپنے دل اور اعمال پر نگاہ رکھنا اور انھیں کبر سے پاک کرنے میں لگے رہنا ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔

کبر اور عجب کی حقیقت

تکبر اور عجب درحقیقت دل کے روگ ہیں۔ تکبر کے جو ظاہری اعمال سرزد ہوتے ہیں وہ باطنی امراض ہی کے ثمرات ہیں۔ اس لیے علاج کرنا ہو تو ان کو دل سے جڑ سے اکھاڑنے کی فکر کرنا چاہیے۔ عجب یا خود پسندی اور انایت یہ ہے کہ تم اپنے مقام و مرتبے کو بڑی چیز سمجھو اور اپنی رائے علم و عمل، نسب و نسب یا قوت و مال پر ناز کرو۔ عجب سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ جب تم اپنے مرتبہ اور مقام کو دوسروں کے مقابلے میں بہتر و برتر بھی سمجھنے لگو اور اپنے کو دوسروں پر فائق دیکھ کر لذت اور راحت پاؤ تو یہ تکبر ہے۔

اندر کی ان بیماریوں سے جو اعمال ظاہر میں صادر ہوتے ہیں ان کا شمار ناممکن ہے۔ ان تمام اعمال کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دوسروں کو کم تر اور حقیر و ذلیل جانو، ان کی تحقیر و تذلیل کرو اور ان سے دور رہو۔ ان کے ساتھ اور ان کے برتنوں میں کھانا پینا عار سمجھو بلکہ اپنے برتن بھی انھیں استعمال نہ کرنے دو۔ وہ راستوں میں برابر چلیں، مجلسوں میں لوہچی جگہ بیٹھیں، تو تمہیں تخت ناگوار ہو۔ تمہیں کوئی نصیحت کرے تو تمہیں پر سخت چوٹ لگے، ناک بھوں، چہاؤ، تلخ و طعن آمیز جواب دو اور نصیحت کرنے والے کی تذلیل کرو۔ خود نصیحت کرو تو متد مزا جی سے کرو، غلطی کرنے والے کو ٹوک تو درشتی کے ساتھ، انت، پٹ کرو، سینے والے پر نرمی نہ کرو۔ عوام کو ایسا سمجھو کہ وہ سب گدھے ہیں۔ صرف اپنی رائے کو حق سمجھو، اس کے غلط ہونے کا امکان بھی نہ دل میں آئے اور باقی سب کو باطل۔

کبر کی وجہ سے جنت کے دروازے اس لیے بند ہو جاتے ہیں کہ تمام اخلاقِ حسنہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ جب تک تمہارے دل میں عجب و کبر ہو گا تم اپنی آن اور ان کی وجہ سے نہ نکلی کرو گے نہ برائی سے بچ سکو گے نہ سچی بات قبول کر سکو گے نہ غصہ پینے پر قادر ہو گے نہ حسد ترک کر سکو گے نہ نصیحت و تحقیر سے بچ سکو گے نہ نصیحت پر کان دھو گے۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں: آدمی کے لیے صرف یہی گناہ کافی ہے کہ جب کوئی اس سے کہے کہ خدا سے ڈرو تو وہ جواب دے:

میاں اپنے کام سے کام رکھو اپنی فکر کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

علم و تقویٰ پر عجب و تکبر

عالم و زاہد کو اکثر اور جلد اپنے علم اور زہد و تقویٰ کا زعم ہو جاتا ہے، اور وہ بہت زیادہ تکبر میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ منتظر رہتا ہے کہ لوگ مجھے پہلے سلام کریں، مجھ سے جھک کر ملیں، مجھے وعظ و تقریر کے لیے بلائیں، میرے ہاتھ چومیں، مجھے مجلسوں میں اونچی جگہ بٹھائیں، مجھے تقریر کے لیے بہترین وقت دیں، تقریر کتنی ہی طویل کروں مجھے نہ ٹوکیں، میرا سامان اپنے ہاتھوں میں اٹھائیں، میرے لیے عزت و اکرام کے الفاظ استعمال کریں۔ اگر یہ توقعات پوری نہ ہوں، یا ان میں کسر رہ جائے، تو وہ سخت غضب ناک ہوتا ہے۔

اگر خود کسی کو پہلے سلام کر لیا، کسی کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا، کسی کی دعوت قبول کر لی، تو اس کو اپنا کمال اور اس شخص پر اپنا احسان جانتا ہے، اور اس کے بدلے میں شکر گزار ہونا اس پر لازم سمجھتا ہے۔ اگر کسی سے اس کی خدمت میں کوتاہی ہو جائے تو برا مانتا ہے، گویا سب اس کے غلام ہیں۔ تعلیم کیا دیتا ہے، وعظ کیا کرتا ہے، عبادت کیا کرتا ہے، گویا خلق پر احسان کرتا ہے۔ لوگوں کے گمراہ ہو جانے یا مبتلا عذاب ہو جانے کا اندیشہ اور فکر زیادہ کرتا رہتا ہے، ان کو ڈرانے اور دھمکانے میں بھی کمی نہیں کرتا، اپنے بارے میں خوف نہیں کرتا، بلکہ دل ہی دل میں دوسروں کی بہ نسبت اپنے لیے نجات کی توقع زیادہ رکھتا ہے۔ حالانکہ حقیقی علم سے خشوع اور تواضع میں اضافہ ہوتا ہے، اور زہد کا تقاضا یہ ہے کہ سب آدمیوں کو اپنے سے بہتر جانے۔

اگر کسی نے اس کی سیکی کی، برا بھلا کہا، اسے ایذا پہنچائی، تو اسے معاف کرنا اس کے لیے انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر اتفاقاً ایذا پہنچانے والے پر کوئی رنج و مصیبت آجائے، تو اسے اپنی کرامت سمجھتا ہے کہ دیکھا، خدا نے ہمارا بدلہ لے لیا۔ یہ جاہل، بیوقوف، متکبر یہ نہیں دیکھتے کہ بتوں نے اللہ اور رسول کو گالیاں دیں، انبیاء کو مار بھی ڈالا، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دی اور عذاب نہ دیا۔ بلکہ بعض ایمان لے آئے، انہیں نہ دنیا میں نقصان پہنچانہ آخرت میں۔

خلاصہ یہ کہ تمہیں یہ گمان ہو کہ میں کسی بھی بندے سے بہتر ہوں، تو تم نے اپنے سب عمل برباد کیے۔ اس گمان و یقین کا ایک درجہ یہ ہے کہ دل میں ہو، مگر کوشش کر کے متکبرانہ اعمال سے بچو۔ دو سرا درجہ یہ ہے کہ کبر کے افعال بھی کرو۔ مثلاً آگے آگے چلو، لپک کر صدر مقام پر بیٹھو، اور کوئی تمہاری خدمت و عزت میں کوتاہی کر دے، تو برا مانو، منہ پھیر لو، ترش رو ہو جاؤ، ماتھے پر شکن آ جائے۔ جو ایسا کرے، اس سے بچا رہنے کو خبر نہیں، تقویٰ ماتھے میں نہیں کہ اس میں شکن ڈالے، نہ چہرے

میں کہ اسے ترش کرے 'نہ گردن میں کہ اسے جھکا دے' نہ دامن میں کہ اسے سمیٹ لے۔ تقویٰ تو دلوں میں ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ کبر زبان سے ظاہر ہو۔ مثلاً عالم اپنے مخاطب سے کہے کہ میں علم رکھتا ہوں ' استادوں میں سے فلاں فلاں کو دیکھا ہے ' تم کون ہو اور تمہاری لیاقت ' حیثیت کیا ہے۔ تم نے حدیث و قرآن بھی پڑھا ہے؟ مناظرہ میں کوشش کرتا ہے کہ دوسرے کو ہرادوں ' میں نہ ہاروں۔ حدیث کے الفاظ اور اسناد یاد کرتا ہے تاکہ ہمسروں پر رعب بیٹھے۔ کسی سے قرأت ' الفاظ ' اسناد میں غلطی ہو ' تو دل ہی دل میں خوش ہو کہ مجھ کو غلطی بتانے اور اپنی برتری ثابت کرنے کا موقع مل گیا۔ گرفت اس طرح کرنے کے سب کے سامنے دوسرے کی کم تر تری ظاہر ہو۔ کوئی صحیح بیان کرے ' بہتر وعظ کہے ' تو برا لگے کہ لوگ اس کو میری بہ نسبت بڑا نہ سمجھ لیں۔ بعض دفعہ دوسروں کے بہت سے عیوب بیان کر کے پھر اپنی تعریف کرے: فلاں شخص صبح کو سو رہتا ہے ' میں تو روز فجر اول وقت جماعت سے پڑھتا ہوں۔ کبھی کہے ' میں نے تو آج تک ایسا کبھی نہیں کیا ' گویا اپنی برتری بتائے۔ بعض دفعہ عبادت میں زیادتی اس خوف سے کرے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اس کی نسبت فلاں شخص زیادہ عبادت گزار ہے۔

یہ سب اعمال اس کبر کے اعمال ہیں جو علم اور زہد و تقویٰ کے زعم سے پیدا ہوتا ہے۔ ان کا مقصد اپنی بڑائی (یعنی عجب) اور دوسرے کی تحقیر یعنی تکبر ہے۔

جب حسب و نسب اور طاقت و دولت کی وجہ سے تکبر پیدا ہوتا ہے تو وہ بھی زبان پر آتا ہے ' عمل میں ظاہر ہوتا ہے۔ نسب والا کہتا ہے: تیرا کیا مقام کہ میرے سامنے بولے ' تو ہم جیسوں سے بولتا ہے ' خیرا باپ کون ہے ' تجھے پتہ نہیں میں کس باپ کا بیٹا ہوں۔ دولت مند کہتا ہے: تیری اصل کیا ہے ' تو بھک منگا ہے ' میں چاہوں تو تجھ جیسے دس خرید لوں ' اچھے اچھے میری خدمت کرتے ہیں۔

وضع اور عادات میں کبر

آدمی وضع اور عادات میں بھی تکبر کرتا ہے: جیسے منہ پھلانا ' ننکیوں سے دیکھنا ' اکڑ کے بیٹھنا ' چال ڈھال میں اکڑ کر چلنا ' وغیرہ وغیرہ۔ بعض کی عادت ہوتی ہے کہ لوگ ہماری تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کریں۔ بعض اس وقت تک نہیں چلتے جب تک پیچھے پیچھے آدمی نہ چلیں۔ ایک عادت یہ ہے کہ کوئی پہلو میں بیٹھ جائے تو برا لگے ' سامنے بیٹھے تو مضائقہ نہیں۔ ایک عادت یہ ہے کہ بیماروں کے پاس نہ بیٹھے اور ان سے احتراز کرے۔ ایک عادت یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے گھر کا کوئی کام نہ کرے ' گھر کا سودا سلف اپنے ہاتھ میں اٹھا کر لانے میں عار محسوس کرے۔ کبھی لباس کی نفاست کبر کی وجہ سے ہوتی ہے ' کبھی ادنیٰ لباس کبر کے واسطے پہنا ہوتا ہے۔ بعض کھنڈے پہننے والے ریشم پہننے والوں کے مقابلے میں

متکبر ہوتے ہیں۔ مرنی ”کہتے تھے: کیزے بادشاہوں کے سے پہنو مگر دلوں کو خوف خدا سے نرم رکھو۔

تکبر اور عجب کا علاج

دل سے تکبر کی جڑ اکھاڑنے کے لیے ایک علاج علمی ہے یعنی تم اپنے نفس کو اور اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پہچانو۔ تمہیں یقین ہو کہ تمہارا نفس تمام ذیلیوں سے ذلیل تر اور سب کم مایہ چیزوں سے زیادہ بے مایہ ہے اور حسب نسب اور علم و زہد کے لحاظ سے اس کے حال کے مناسب سوائے ذلت اور تواضع کے اور کچھ نہیں۔ اس کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ قرآن مجید کی ان آیات کے معنی جان لے جو اس کی اصل حقیقت کو بیان کرتی ہیں۔ یا ایک ہی آیت کے معنی جان لینا بھی کافی ہو سکتا ہے: قُلِ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرُ..... إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ (مہیں ۸۰: ۱۷-۲۲)۔ فرض کرو ایک مجرم ہزار کوڑے کی سزا کا مستحق ہے اور ایک جیل میں قیدی ہے پتہ نہیں کب اور کیا فیصلہ ہو گا۔ کیا وہ شخص دو سرے قیدیوں پر تکبر کرے گا یا اپنی جان کی فکر میں ڈوب رہے گا!

عملی علاج یہ ہے کہ علانیہ مشقت اور ریاضت کر کے صرف خدا کے واسطے تواضع کی روش اختیار کرو۔ حضورؐ زمین پر کھانا کھاتے اور فرماتے کہ میں بندہ ہوں زمین سے لقمہ اٹھا کر کھا لیتے کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتے۔ سلام میں پهل کرتے خصوصاً بچوں اور عورتوں کو اپنے سے کم تر لوگوں کو ان کو آگے رکھتے مجلس میں اچھی جگہ بٹھاتے۔ جو فعل کبر کا ہو ہمیشہ اس کے خلاف کرو۔ احسان کے عمل کی تاثیر دل پر ضرور ہوتی ہے۔

علم و عقل اور زہد و عبادت کے کبر کا علاج آسان نہیں نہایت محنت و شدت سے ہی ممکن ہے۔ اس کبر کے علاج کے لیے دو باتیں اچھی طرح یاد رکھو: ایک یہ کہ جتنا علم زیادہ ہو گا اتنا ہی اللہ کی طرف سے حساب اور مواخذہ زیادہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے عالم بے عمل کو گدھے اور کتے سے تشبیہ دی ہے۔ عالم کو نہ چاہیے کہ وہ اپنے کو صحابہ سے بڑھ کر سمجھے۔ دیکھو ان میں سے بعض فرماتے کہ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور بعض کہتے کاش میں گھاس کا تنکا ہوتا۔

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ عالم و عابد اپنے نفس کو فاسق اور بدعتی سے کم تر کیسے سمجھے؟ عالم کا فریب تکبر اس لیے نہیں کر سکتا کہ ہو سکتا ہے کافر ایمان لائے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور عالم گمراہ اور کافر ہو کر مرے۔ بس اصل بڑائی تو آخرت کی ہے اور اس کا حال معلوم نہیں۔ اسی طرح جاہل کو دیکھے تو سوچے کہ اس نے تو جہالت کے باعث اللہ کی نافرمانی کی اور میں نے جانتے بوجھتے نافرمانی کی۔ عالم کو

دیکھتے تو سوچتے یہ مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اصل علاج یہ ہے کہ تمام توجہ اپنے نفس کے گناہوں اور اس کے انجام کی طرف مبذول کرے، اپنے خاتمے کا خوف کرے، دوسرے کے خوف میں مشغول نہ ہو۔

رائے کا عجب

اپنی رائے پر زعم کرنا، صرف اس کو برحق سمجھنا اور اس کے علاوہ ہر رائے کو باطل سمجھنا، اپنی رائے کے ماننے جانے پر اڑ جانا، یہ رائے کا عجب ہے۔ اسی سے گھر میں، اجتماعیت میں فساد اور تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ غلط رائے پر عجب امت کے آخر زمانے میں بست ہو گا۔ یہ ایسی بلا ہے کہ اس سے پہلی قومیں تباہ ہو گئیں، آئیں گے۔ اسی سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔

ہر ایک سمجھتا ہے کہ میں ہی صحیح جانتا ہوں۔ جان لو کہ رائے کے عجب کا علاج عجب کی دوسری صورتوں کے مقابلے میں زیادہ مشکل ہے۔ اس لیے کہ جس کی رائے غلط ہے وہ اپنی رائے کی غلطی سے ناواقف ہے۔ واقف ہو تو اسے ترک کر دے۔ بس جس بیماری کو جانتا ہی نہیں اس کا علاج کیسے ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک بلا مسلط کر دی ہے جو بربادی کی موجب ہے۔ خود کو برحق سمجھنے والا اپنے عجب کو نعمت سمجھتا ہے، سعادت اور کامیابی کا سبب خیال کرتا ہے، وہ اس سے نجات کیسے پائے گا۔ مختصر علاج یہ ہے کہ تبھی اپنی رائے کو غلطی کے امکان سے خالی نہ سمجھے، اپنے علم و عقل اور دلائل کو قرآن و سنت کا مقام نہ دے، اپنی رائے پر اڑنے سے بچے، سلف کا طریقہ اختیار کرے، کتاب اللہ اور حدیث رسول کے فیصلوں کے آگے گردن جھکا دے، اور سب مسلمانوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آئے۔

(مرتبہ: خرم مراد۔ ماخوذ از احیائے علوم الدین 'ج ۲)

اس ماہ کے اشارات کتابچے کی شکل میں بھی دستیاب ہیں۔۔۔ /۔۔۔ اوروپے میکڑہ کے حساب سے وی بی یا ڈرافٹ ارسال کر کے طلب کیے جاسکتے ہیں

منشورات: ترجمان ری پبلش سرورس

منصورہ لاہور - 54570